مطلوب ہے، کما قال تعالیٰ حکایةً عن سیدنا یوسف الصدیق علیه وعلیٰ آله آبائه واجداده الصلاة والسلام :توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین ؎

فیارب الحقنی بهم لمحبتی والمرء مع من احبه واصطحبا

منیٰ کے مکہ معظّمہ سے الحاق کی بحث اور منیٰ، مزدلفہ وغیرہ کے مشاہدہ سے متعلق تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے، حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء کرام کا موقف الحاق کا تھا اور وہ حضرات منیٰ کے قیام سمیت پندرہ دن مکہ معظّمہ میں پورے ہونے کی صورت میں حج کرنے والے کے لیے منیٰ وغیرہ میں اتمام کا حکم دیتے تھے، جبکہ احقر کی رائے پہلے قصر کی تھی لیکن ان مقامات کا مشاہدہ کیا تو رائے بدل گئی اور اتمام کا حکم راجح معلوم ہوا، لہٰذا اب احقر کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موقع کی مناسبت سے اپنی وہ تحریر پیش کر دی جائے جس میں احقر نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے اتمام کی تفصیل اور اس کے دلائل لکھے ہیں، یہ فتویٰ حضرت مولانا مرحوم کی تحقیق کے عین مطابق ہے، حضرت کو اس سے اتفاق تھا۔

منیٰ میں قصر ہے یا اتمام

اس مسئلہ کا مدار اس پر ہے کہ مکہ معظّمہ اور منیٰ موضعین مستقلین ہیں یا موضع واحد، کتب فقہ وفتاویٰ معتبرہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کرام خصوصاً فقہاء حنفیہ نے سفر وقصر کے باب میں مکہ معظّمہ ومنیٰ کو موضعین مستقلین قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام کی درج ذیل عبارات سے ان دونوں کا موضعین مستقلین ہونا واضح ہے:

(۱) (قوله لا بمكة ومنى) أى لو نوى الإقامة بمكة خمسة عشر يوما فـإنـه لا يتم الصلاة؛ لأن الإقامة لا تكون فى مكانين إذ لو جازت فى مكانين ......وذكـر فـى كتـاب المناسك أن الحاج إذا دخل مكة فى أيام العشر ونوى

الإقـامة نصف شهر لا يصح؛ لأنه لا بد له من الخروج إلى عرفات فلا يتحقق الشرط......قيـد بالمصرين ومراده موضعان صالحان للإقامة لا فرق بين المصرين أو الـقـريتيـن أو المصر والقرية للاحتراز عن نية الإقامة فى موضعين من مصر واحـد أو قـرية واحـدة فإنها صحيحة؛ لأنهما متحدان حكما، ألا ترى أنه لو خرج إليه مسافرا لم يقصر. (البحر الرائق، ٣٣٢/٢، باب صلاة المسافر)

(٢)ومـفهـوم مسألة المتون أنه لو نوى فى أحدهما خمسة عشر يوما صـار مـقيـمـا فحينئذ المسافر إذا دخل مكة واستوطن بها أو أراد الإقامة فيها شهرا مثلا فلا شك أنه يصير مقيما،ولا يضر حينئذ خروجه إلى منى وعرفات، ولاتنقضى إقامته إذ لايشترط تحقق كونه خمسة عشر يوما متوالية بها بحيث لا يـخرج منها،والله أعلم ـاهـ.............إذا نـوى الإقامة بمكة شهرا ومن نيته أن يـخـرج إلـى عـرفات ومنى قبل أن يمكث بمكة خمسة عشريومالا يصير مـقيـمـا،لأنه يكون ناويا الإقامة مستقبلة فلا تعتبر فإذا رجع من منى وعرفات إلـى مـكة، وهـو عـلى نيته السابقة صار مقيما؛ لأن الباقى من الشهر أكثر من خمسة عشر وهنا كذلك؛ لأن فرض المسألة أنه دخل فى أول العشر ومعلوم أن الـحـاج يخرج فى اليوم الثامن إلى منى ويرجع إلى مكة فى اليوم الثانى عشر فـلما دخل إلى مكة أول العشر ونوى إقامة شهر لم تصح نيته أول المدة؛ لأنه لا يـحصل له إقامة خمسة عشر يوما إلا بعد رجوعه من منى فلذا أمره صاحب الإمام بالقصر أول المدة وبالإتمام بعد العود،لأنه لما عاد إلى مكة وهو على نيته السـابـقة كـان نـاويا أن يقيم فيها عشرين يوما بقية الشهر، هذا ما ظهر لى والله تعالى أعلم (منحة الخالق على البحر الرائق، ٣٣٢/٢، باب صلاة المسافر)

(٣)(بـمـوضعين مستقلين كمكة ومنى)فلودخل الحاج مكةأيام العشر

لـم تـصـح نيته لأنه يخرج إلى منى وعرفة فصار كنية الإقامة في غير موضعها وبـعـد عـوده مـن مـنى تصح كما لو نوى مبيته بأحدهما أو كان أحدهما تبعا لـلآخر بحيث تجب الجمعة على ساكنه للاتحاد حكما (التنوير مع شرحه، ص ٨٢ـ ٥٨١)

(٤) والـمـفهـوم من المتون أنه لو نوى في إحداهما نصف شهر صح فـحـيـنـئـذ لا يضره خروجه إلى عرفات إذ لا يشترط كونه نصف شهر متواليا بـحـيـث لا يخرج فيه اهـ ملخصا .ووجه السقوط أن التوالي لا يشترط إذا لم يـكن من عزمه الخروج إلى موضع آخر لأنه يكون ناويا الإقامة في موضعين، نـعم بعد رجوعه من منى صحت نيته لعزمه على الإقامة نصف شهر في مكان واحد، والله أعلم.(شاميه ١ /٥٨٢، باب صلاة المسافر، كوئٹه)

چونکہ نیت اقامت کے لیے یہ شرط ہے کہ کم از کم پندرہ یوم ٹھہرنے کی نیت ایک جگہ پائی جائے اس لیے اگر کسی شخص کے مسلسل پندرہ دن تنہا مکہ معظّمہ یا منیٰ میں ٹھہرنے کے نہ بن رہے ہوں بلکہ دونوں جگہ کے قیام کو ملا کر پندرہ دن بن رہے ہوں تو ایسا شخص مکہ معظّمہ اور منیٰ میں مقیم نہیں بلکہ مسافر ہوگا، پس جو شخص ایسے وقت میں مکہ معظّمہ پہنچا کہ وہ آٹھ ذوالحجہ سے قبل مکہ معظّمہ میں پندرہ دن قیام نہیں کرسکتا تو وہ مسافر ہوگا اور نماز میں قصر کرے گا بلکہ اگر یہ شخص مکہ معظّمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت بھی کرلے تب بھی مسافر ہوگا، کیونکہ اس کی یہ نیت اقامت معتبر نہیں ہے کیونکہ پہلے سے ہی یہ متعین ہے کہ آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ وغیرہ میں جانا ہے اور پھر مزدلفہ،عرفات سے واپسی پر مکہ معظّمہ میں قیام ہوگا، البتہ منیٰ سے واپس آکر مکہ معظّمہ میں پندرہ یوم ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو بلا شبہ مقیم ہوگا۔

تفصیل بالا میں قصر کا حکم منیٰ اور مکہ معظّمہ کے موضعین مستقلین ہونے کی بنا پر لگایا گیا ہے، اور ان کا مستقلاً الگ الگ دو مکان ہونا اس پر مبنی ہے کہ ان دونوں کے درمیان

زرعی زمین ہو یا ایک غلوہ کی مقدار ہو اس لیے کہ دو بستیوں کے درمیان مزروعہ زمین کا ہونا یا غلوہ کی مقدار کا خلاء ہونا انقطاع کی علامت ہے، ایسی دو بستیوں کو مستقل علیحدہ علیحدہ دو بستیاں کہا جائے گا، پھر اگرچہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے فناء مصر مطلقاً خواہ متصل یا منفصل بحکم مصر ہے اور جس طرح فناء متصلہ میں جمعہ صحیح ہے اسی طرح فناء منفصلہ میں بھی جمعہ صحیح ہے، مگر حکم قصر میں وجود مزارع یا بقدر غلوہ خلاء الحاق بالمصر سے مانع ہے۔

حاصل یہ کہ مصر اور فناء کے درمیان وجود مزارع اور خلاء کا پایا جانا صحت جمعہ کے لیے مانع نہیں ہے بلکہ فناء منفصلہ میں بھی جمعہ صحیح ہے اور فناء منفصلہ بحق جمعہ بحکم مصر ہے مگر حکم قصر میں فناء متصلہ تو حکم مصر میں ہے لیکن فناء منفصلہ مصر سے خارج ہے، اس لیے قصر کے لیے فناء متصلہ سے خروج تو ضروری ہے مگر فناء منفصلہ سے خروج ضروری نہیں، فناء متصلہ سے خارج ہوتے ہی خروج عن المصر متحقق ہو جاتا ہے اور حکم قصر لازم ہو جاتا ہے۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ تحت قوله الدر المختار (من خرج من عمارةموضع اقامة) وأشار إلى أنه يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة كربض المصر وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكن فإنه فى حكم المصر وكذا القرى المتصلة بالربض فى الصحيح، بخلاف البساتين،ولو متصلة بالبناء لأنها ليست من البلدة ولو سكنها أهل البلدة فى جميع السنة أو بعضها، ولا يعتبر سكنى الحفظة والأكرة اتفاق إمداد.وأما الفناء وهو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتى وإلقاء التراب، فإن اتصل بالمصر اعتبر مجاوزته وإن انفصل بغلوة أو مزرعة فلا كما يأتى، بخلاف الجمعة فتصح إقامتها فى الفناء ولو منفصلا بمزارع لأن الجمعة من مصالح البلد بخلاف السفر كما حققه الشرنبلالى فى رسالته وسيأتى فى بابها، والقرية المتصلة بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتها على الصحيح كما فى

شرح المنية.(شامی، ۵۷۸/۱، رشیدیه، کوئٹه)

فقہاء کرام نے منیٰ کو مکہ معظّمہ کی فناء کیوں نہیں قرار دیا، تو اس کی وجہ منیٰ کا مکہ مکرمہ کی آبادی سے غیر معمولی فاصلے پر واقع ہونا تھا، جس سے واضح ہے کہ اگر مکہ معظّمہ کی آبادی کا اتصال منیٰ تک اس طرح ہو جائے کہ دونوں کے درمیان نہ تو زرعی زمین ہو اور نہ ہی ایک غلوہ کی مقدار خلا ہو تو پھر منیٰ میں جانے سے قصر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یعنی فقہاء کرام کے نزدیک دونوں کو ایک موضع قرار دینے میں جو مانع ہے اگر وہ مرتفع ہو جائے تو پھر بلاشبہ دونوں بحکم موضع واحد ہوں گے اور منیٰ میں قصر کا حکم نہیں ہوگا۔

منیٰ اور مکہ معظّمہ کے موجودہ حالات جو ثقات کے مشاہدہ اور بیان سے معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) ان دونوں مقاموں کے ساتھ مکہ معظّمہ کی آبادی کا بعض اطراف سے اتصال ہو چکا ہے۔

(۲) منیٰ و مکہ معظّمہ دونوں ایک ہی بلدیہ کے ماتحت ہیں۔

(۳) منیٰ میں شاہی محل، ہسپتال، رابطہ عالم اسلامی کے دفاتر اور مستقل خیموں کی شکل میں کسی نہ کسی درجہ میں آبادی موجود ہے۔

(۴) منیٰ میں مذبح خانہ موجود ہے، جو موسم حج کے علاوہ غیر موسم حج میں بھی کام کرتا ہے۔

(۵) منیٰ اور مزدلفہ میں بہت سی جدید سہولیات کا انتظام ہو چکا ہے۔

(۶) فوجی چوکیاں عرفات سے آگے بنی ہوئی ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر جن فقہاء عصر نے منیٰ و مزدلفہ کو مکہ معظّمہ کی فناء متصلہ قرار دیا ہے، ان کا قول راجح معلوم ہوتا ہے بلکہ منیٰ کو مکہ معظّمہ کے محلّہ قرار دینے کا امکان بھی رد نہیں کیا جا سکتا، پھر چونکہ دو آبادیوں کے ایک دوسرے کا حصہ ہونے یا نہ ہونے کا مدار

عرف پر ہے، اگرچہ ظاہری طور پر ان میں انفصال وانقطاع ہو لیکن عرف عام میں وہ ایک ہی شہر کہلاتا ہو، جس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ایک حصہ دوسرے کے لیے محلّہ اور اس کا جزو ہو تو یہ دونوں موضع واحد شمار ہوں گے۔

كما قال العلامة ظفر احمدالعثمانی التهانوی فی الاعلاء:

كانت محلات المدينة اذ ذاك منفصلة بعضها عن بعض و لم تكن متصلة فكان ماذا فانّ اتصال المحلات بعضها ببعض لايشترط للمصرية و قد اعترف ابن الحزم بأنّ لفظ المدينة كان يطلق على المجموع المشتمل على قریٰ صغار متفرقة فنقول هذه أمارة اتحادهما مع تفرقها و اتصالها فلايجوز اطلاق القریٰ عليها بل كانت كلها محلات للمدينة متفرقة بدليل ما ذكرنا(اعلاء السنن، ج۸، ص۹)

دور الانصار بالمدينة كانت متفرقة و كان بعضها على قدر ميل من المسجد النبوی فلايلزم من قول الحافظ فی التلخيص حرة بنی بياضة قرية على ميل من المدينة اهـ كونها قرية مستقلة بل كانت من توابع المدينة و فنائها۔(اعلاء السنن، ۸/۲۵)

احقر منیٰ ومکہ معظّمہ کو سابق فقہاء کرام رحمہم اللہ کی اتباع میں دو مستقل موضع سمجھ کر اسی کے مطابق فتویٰ دیتا رہا اور حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ تھا، لیکن ان دلائل کے پیش نظر احقر ناکارہ کا رجحان اب اسی طرف ہے کہ منیٰ ومزدلفہ مکہ معظّمہ کی فناء متصلہ ہیں اور ان مقامات میں مقیم شخص مکہ معظّمہ میں ہی اقامت کا حکم رکھتا ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسا شخص نماز میں قصر کی بجائے اتمام کرے، دوسرے احکام میں بھی یہ شخص بحکم مقیم ہوگا۔ هذاماعندی ولعل عندغيری احسن من هذا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب